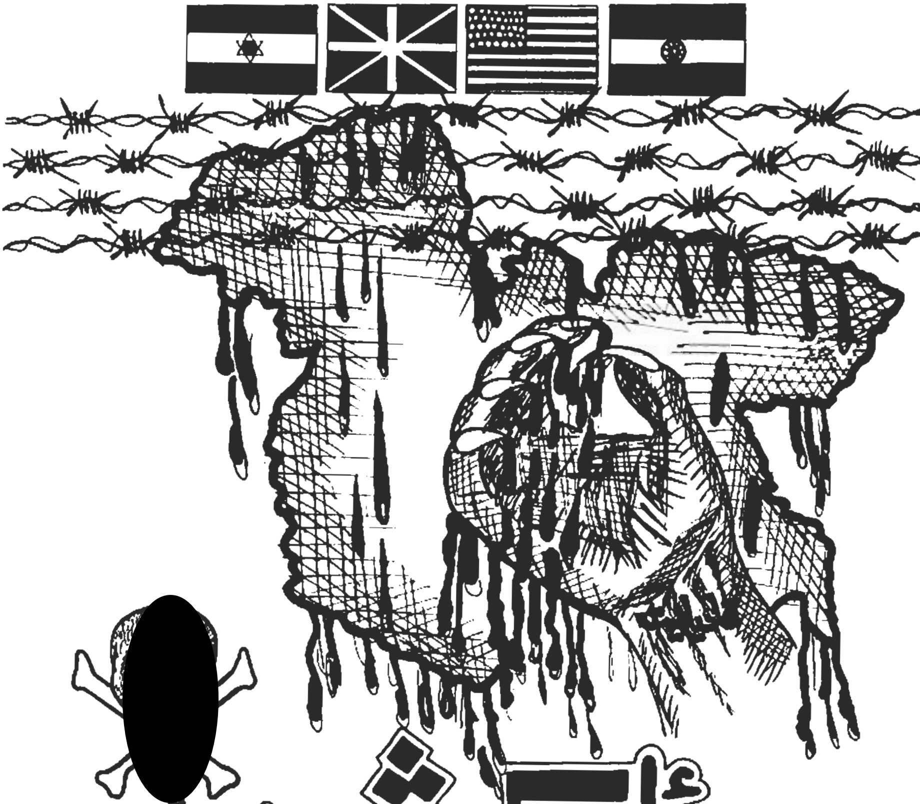

مسئلہ کشمیر

اور فتنہ قادیانیت

طلسماتی سپیدہ سحر، متبسم صبحیں، چمکتی چاندی، بکھیرتی دوپہریں، سرمئی شامیں، چاندنی راتیں، گل پوش وادیاں، فلک کا ماتھا چومتے پہاڑ، دل نواز لالہ زار، باصرہ نواز چمنستان، کیف پرور مرغزار، سبزے کی مخملی چادریں، پھلوں سے لدے باغات، مہکتی ہوائیں، روح پرور فضائیں، دراز قامت محبوب کی طرح مستی میں کھڑے سرو کے درخت، قطار در قطار سینہ تان کر کھڑے چناروں کی دلربائی و زیبائی، موسم سرما کی خنک ہوائیں اور برف باری کی سحرانگیزی، مچل مچل کر بہتے شیریں چشمے، مست خرام ندیاں، شیروں کی طرح دھاڑتے بلندیوں سے گرتے آبشار، چیختے چنگھاڑتے پتھروں کو لڑھکاتے پٹخاتے تند و تیز اور اکھڑ پہاڑی دریا، شرما شرما کے سمٹتی مسکراتی کلیاں، شوخ و شنگ شگوفے، پھولوں کے چہروں پر شبنم کا میک اپ، نسیم سحر کی گلوں سے چھیڑ چھاڑ، مست ہواؤں سے سیب اور ناشپاتی کے درختوں کی ڈالیوں کا دلفریب جھولنا، بلبل کے سریلے نغمے، کوئل کی رسیلی کوک، تتلیوں کا وجدانی رقص، پو پھٹتے ہی چڑیوں کی چہکار، شام ہوتے ہی طوطوں کی ڈاروں کا باتوں کی مستی میں اپنے بسیروں کی جانب مسحور کن پرواز، ساون کی اندھیری بھیگی راتوں میں جگنوؤں کا چراغاں، امڈ امڈ کر آتی کالی گھٹائیں، کبھی جل تھل اور کبھی رم جھم کی موسیقی، بارش میں بھیگتے نہاتے درختوں کا حسن اور پھر بارش کے بعد پتوں اور شاخوں سے پانی کے قطروں کی ٹپ ٹپ کا ترنم، چرخ نیلو فری پر قوس و قزح کا رنگوں کی دنیا آباد کرنا، گھمبیر سیاہ بادلوں کی اوٹ سے چاند کی آنکھ مچولی، نیلگوں آسمان پر لٹکتی ستاروں کی قندیلیں، پہاڑوں کی اوٹ سے سر پہ کرنوں کا تاج سجائے آفتاب کا طلوع ہونا اور سارا دن روشنیاں بکھیرنے کے بعد سرخ گولے کا روپ دھار کر مغرب میں پہاڑوں کی گود میں چھپ جانا۔

یہ کون سا خطہ ہے جہاں فطرت کے حسن نے اپنے چہرے سے تمام نقابیں الٹ دی ہیں؟

یہ کون سی وادی ہے جس کی محبت میں ڈوب کر کسی مغل شہنشاہ نے کہا تھا۔

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اہل دنیا اس وادی جنت نظیر کو "کشمیر" کے نام سے جانتے ہیں۔

کشمیر ایشیاء کے قلب میں واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ چھیاسی ہزار مربع میل ہے۔ کشمیر کے ارد گرد چار ممالک چین' افغانستان' پاکستان اور بھارت واقع ہیں جبکہ کشمیر اور سابق سوویت یونین کے درمیان' افغانستان کی ایک تنگ پٹی "واخان" حائل ہے۔ کشمیر کی کل آبادی ایک کروڑ بیس لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ اس وقت کشمیر کا ۶۳٪ حصہ بھارت کے غاصبانہ قبضہ میں ہے۔ جس کی آبادی تقریباً ستر لاکھ ہے جبکہ آزاد کشمیر کی آبادی ایک لاکھ پچاس ہزار کے قریب ہے۔ اس وقت دنیا میں ۱۶۰ آزاد اور خود مختار مملکتیں ہیں۔ اگر ان ممالک سے کشمیر کا موازنہ کیا جائے تو رقبہ کے اعتبار سے کشمیر دنیا کے ۶۸ ممالک سے بڑا ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے کشمیر کی سرحدوں کا زیادہ علاقہ بھارت کی نسبت پاکستان سے بہت زیادہ ملا ہوا ہے۔ کشمیر کی سات سو میل لمبی سرحد پاکستان سے ملی ہوئی ہے۔ آزادی سے قبل ریاست کی سڑکیں اور مواصلات پاکستان سے آ ملتے تھے اور کشمیری مصنوعات کی سب سے بڑی منڈی راولپنڈی تھا۔ دفاعی اعتبار سے ریاست جموں و کشمیر کی پہاڑیاں وطن عزیز پاکستان کے لیے دفاعی حصار کی حیثیت رکھتی ہیں اور پاکستان میں بہنے والے سندھ' جہلم اور چناب جیسے دریاؤں کا منبع کشمیر ہی ہے۔

لیکن آج اس ارضی جنت میں بھارت نے ظلم و بربریت کا محشر بپا کر رکھا ہے۔ یہ حسین وادی آگ و خون سے بھری پڑی ہے۔ کشمیری مسلمانوں کے جلے ہوئے گھروں کا دھواں اور ان کی چیخیں دنیا کے چاروں کونوں تک پھیل چکی ہیں۔ معصوم بچوں کی موت کی ہچکیاں عالمی ضمیر پر دستک دے رہی ہیں۔ گل پوش وادیوں میں شہیدوں کے لاشے بکھرے پڑے ہیں۔ چشمے خون اگل رہے ہیں۔ دریاؤں سے انسانی اعضاء برآمد ہو رہے ہیں۔ جہاں نسیم سحر کے ٹھنڈے جھونکے روح کو ایک نئی تازگی بخشا کرتے تھے' وہاں آنسو

نقشہ ماحول قادیان
(جو ضلع گورداسپور پنجاب کی تحصیل گورداسپور و بٹالہ کے حصص پر مشتمل ہے)
پیمانہ بحساب فی میل ایک انچ

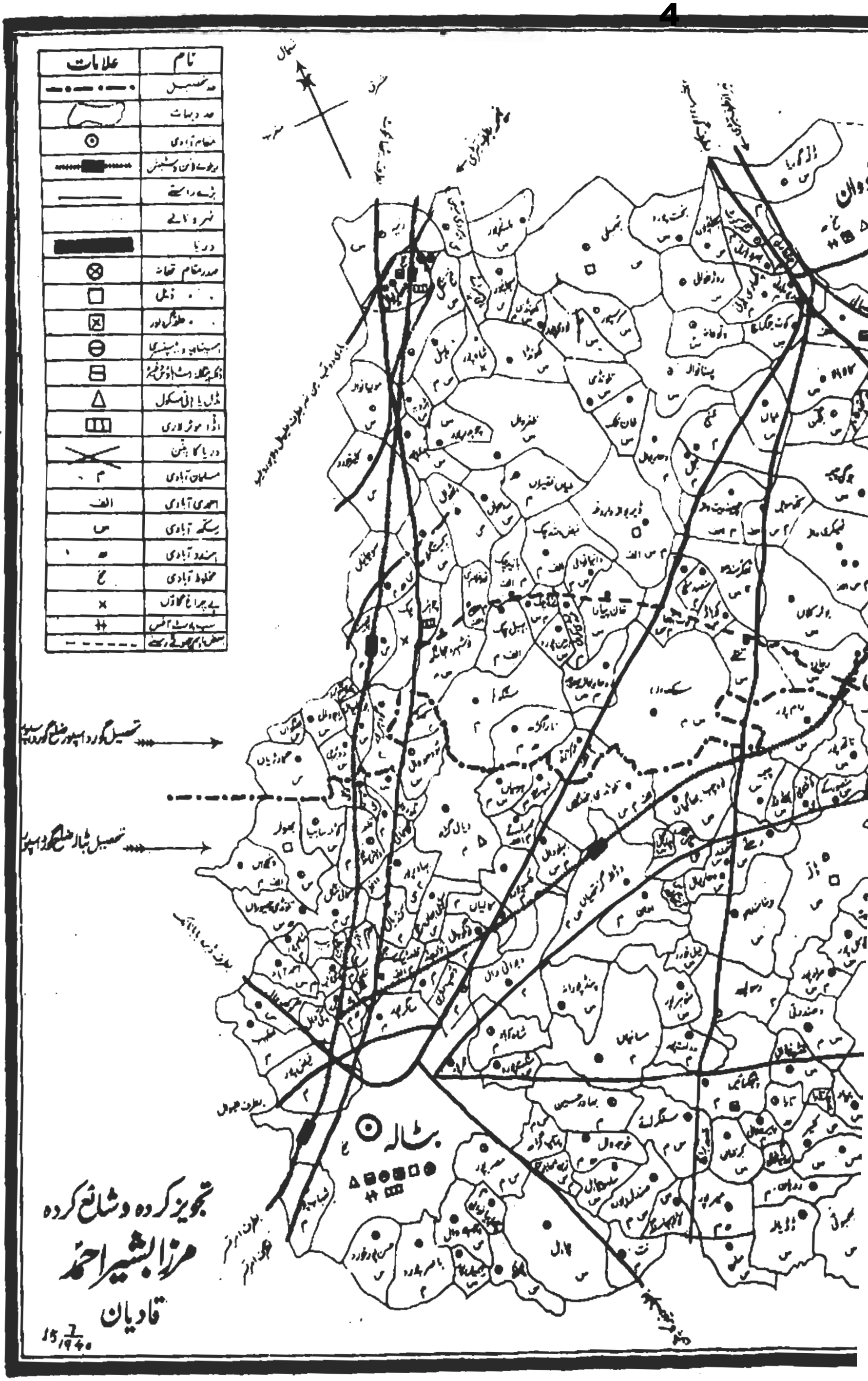

نام
علامات
حد تحصیل
حد دیہات
مقام آبادی
بڑے راستے
دریا
مسلمان آبادی
احمدی آبادی
سکھ آبادی
ہندو آبادی
مخلوط آبادی
بے چراغ گاؤں
شمال
تحصیل گورداسپور ضلع گورداسپور
تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور
بٹالہ
تجویز کردہ و شائع کردہ
مرزا بشیر احمد
قادیان
15/7/1940

گیس کا راج ہے۔ جن فضاؤں میں ہوائیں سیٹیاں بجاتی تھیں' وہاں گولیوں کی تڑتڑ کی صدائیں ہیں۔ جہاں گل و بلبل محفل سجاتے تھے' وہاں کرفیو کی چڑیل پنجے جمائے بیٹھی ہے۔ بھارتی فوجی درندے راتوں کو مسلمانوں کے گھروں پر ہلہ بولتے ہیں اور عفت ماب عورتوں کی اجتماعی عصمت دری کر کے اپنے پاپی باپ راجہ داہر کی روح کو خوش کرتے ہیں۔ فوجی وردیوں میں ملبوس یہ مہذب درندے مسلمانوں کے گھروں پر دھاوا بولتے ہیں اور قیمتی سامان شیر مادر سمجھ کر چاٹ جاتے ہیں اور گھر کو نذر آتش کر کے کوئلہ بنا دیتے ہیں۔ مریض اور زخمی ادویات کی عدم موجودگی کی وجہ سے کراہ کراہ کر دم توڑ رہے ہیں اور ان کے کراہنے کی صدائیں انسانی حقوق کے عالمی چیمپئنوں کے بے سماعت اور بند کانوں کو کھولنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ بچوں سے بد فعلیاں ہو رہی ہیں۔ خمیدہ کمر بوڑھوں پر سفاکانہ تشدد ہو رہا ہے۔ عقوبت خانوں میں حریت پسندوں کے اعضاء کاٹے جا رہے ہیں۔ آزادی کے متوالوں کو الٹا لٹکا کر نیچے آگ کے الاؤ روشن کر کے ان کی چربی پگھلنے کے مناظر پر ابلیسی قہقہے لگائے جا رہے ہیں۔ اسلام سے محبت کے جرم میں بجلی کے کرنٹ لگا لگا کر تڑپا تڑپا کر مارا جا رہا ہے۔ پاکستان سے دوستی کی پاداش میں دانت توڑے اور کھال ادھیڑی جا رہی ہے۔ غلامی سے نفرت کے جرم میں جنسی طور پر معذور بنایا جا رہا ہے اور جسم میں گہرا زخم بنا کر اس میں مرچیں بھری جا رہی ہیں۔ شرم گاہوں سے موچنے سے بال اکھیڑے جا رہے ہیں۔ داڑھی سے بھاری پتھر باندھ کر لٹکائے جا رہے ہیں۔ زور دار جھٹکوں سے ناخن اکھیڑے جا رہے ہیں۔ منہ میں کپڑا ٹھونس کر ناک کو پلاس سے بند کیا جا رہا ہے۔ سگریٹوں سے جسموں کو داغا جا رہا ہے۔ گرفتار حریت پسندوں سے ایک دوسرے کے منہ میں پیشاب کروایا جا رہا ہے۔ ہسپتالوں میں حریت پسندوں کے جسموں سے ایک ایک گردہ نکال کر ناپاک ہندو مریضوں کو لگایا جا رہا ہے۔ لیکن ظلم و بربریت کے اس خونی طوفان کے سامنے کشمیری مسلمان چٹان کی طرح کھڑا ہے۔ وہ میدان جہاد میں اپنے خون ناب سے ایمانی جرات و ہمت کی ایک اچھوتی تاریخ رقم کر رہا ہے۔ اس نے سفاک ہندو کی غلامی کی بھاری زنجیریں توڑنے کا عزم مصمم کر لیا ہے۔ اس نے ہتھیار اٹھا لیے ہیں۔ اس کے قدموں سے قرون اولیٰ کے مجاہدین کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی صدا سنائی دیتی ہے۔ اس کے لبوں پر نعرہ تکبیر کا ترانہ ہے۔ اس کے دل میں شہادت کی تمنا مچل رہی

ہے۔ اس کی نگاہیں اپنے اللہ کی نصرت پر لگی ہوئی ہیں اور وہ بھارتی درندوں کو للکار للکار کے کہہ رہا ہے۔

دبا سکو تو صدا دبا دو' بجھا سکو تو دیا بجھا دو
صدا دبے گی تو حشر ہوگا دیا بجھے گا تو سحر ہوگی

اور گویا شہادت کے جام پینے والا ہر کشمیری مسلمان بہشت بریں میں جانے سے قبل اپنے پیچھے آنے والے ساتھیوں کو یہ پیغام دیتا جا رہا ہے

ستم کی رات سحر میں بدلنے والی ہے
فصیل دار پہ دھرتے چلو سروں کے چراغ

کشمیری مسلمان تو ہمت اور صبر کے ہتھیاروں سے بھارتی ظلم و ستم کا مقابلہ کر رہے ہیں لیکن سوال یہ ابھرتا ہے کہ انہیں بھارتی بھیڑیوں کے نوکیلے دانتوں اور خونی پنجوں کے سپرد کس نے کیا؟ وہ کون سے ہاتھ ہیں جنہوں نے دھکا دے کر انہیں غلامی کی گہری کھڈ میں گرا دیا؟ وہ کون سے ہاتھ تھے جنہوں نے ان کے لیے غلامی کی زنجیروں کی کڑیاں تیار کیں اور انہیں پابہ زنجیر کر کے ہندوؤں کے قدموں میں پھینک دیا۔ جب کوئی مہم جو تاریخ کے چہرے سے نقاب اٹھاتا ہے تو اسے دو خطرناک ہاتھ نظر آتے ہیں جو اسلام اور پیغمبر اسلام سے بغض و دشمنی میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ ان ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ قادیانی ہاتھ ہے جس نے جھوٹی نبوت کا ڈرامہ رچا کر ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک جسارت کی جبکہ دوسرا ہاتھ ظالم فرنگی کا ہاتھ ہے جس کے دربار سے قادیانیوں کو جھوٹی نبوت عطا ہوئی

قادیانیوں نے ہر دور میں کشمیر کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا ہے اور انہوں نے کشمیر پر قبضہ جمانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ کیونکہ انکی نبوت کا اندھا بیل کشمیر کے گرد گھومتا ہے۔ اس لئے کشمیر ان کے لیے اتنا ہی اہم ہے جتنا ان کی نبوت میں مرزا قادیانی کی شخصیت! انہیں کشمیر میں کبھی عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ملتی ہے اور کبھی مریم علیہ السلام کی قبر اور کبھی انہیں وہاں سے حضرت عیسیٰؑ کے کفن کے ٹکڑے ملتے ہیں۔ وہ لٹریچر اور دیگر ذرائع ابلاغ پر کروڑوں روپیہ خرچ کر کے پوری دنیا میں یہ مشہور کر چکے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ نہیں بلکہ وہ وفات پا چکے ہیں اور کشمیر میں ان کی قبر ہے اور

اس قبر کی کروڑوں تصویریں اطراف عالم میں تقسیم کر چکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ احادیث میں جس مسیح موعود کے آنے کی بشارت ہے وہ مرزا قادیانی ہے' جو آ چکا ہے۔ یہ سارا ناٹک رچا کر وہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود کے منصب پر بٹھاتے ہیں اور اس کی نبوت کا جواز پیدا کرتے ہیں۔

اللہ رے دیکھے اسیری بلبل کا اہتمام
صیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

تاریخ احمدیت جلد ششم مولفہ دوست محمد شاہد کے صفحہ ۴۴۵ اور ۴۷۹ پر بروایت مرزا بشیرالدین محمود مرقوم ہے کہ جماعت احمدیہ کو کشمیر سے دلچسپی کیوں ہے؟

اولاً...... کشمیر اس لیے پیارا ہے کہ وہاں اسی ہزار احمدی ہیں۔

ثانیاً..... وہاں مسیح اول دفن ہیں اور مسیح ثانی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بڑی بھاری جماعت اس میں موجود ہے۔

ثالثاً...... جس ملک میں دو مسیحوں کا دخل ہے وہ ملک بہرحال مسلمانوں کا ہے اور مرزا صاحب کے نزدیک مسلمان ان کے پیروکار ہیں۔ (ص۶۷۶)

رابعاً"...... نواب امام الدین جنہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے گورنر بنا کر کشمیر بجھوایا تھا' وہ اپنے ساتھ بطور مددگار ان کے دادا (مرزا بشیرالدین کے الفاظ میں) یعنی مرزا غلام مرتضٰی کو بہ اجازت مہاراجہ رنجیت سنگھ ساتھ لے گئے تھے۔

خامساً"...... ان کے استاد جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ اور ان کے خسر مولوی حکیم نور الدین کشمیر میں بطور شاہی حکیم کے ملازم رہے تھے۔ (ص۴۳۷) ان حقائق سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ قادیانیوں کو کشمیر سے کتنی دلچسپی ہے اور ان کے دل میں کشمیر کے حصول کی خواہش کس کس طرح انگڑائیاں لے رہی ہے؟ وہ کس ڈھٹائی کے ساتھ جھوٹی نبوت کی زبان استعمال کرتے ہوئے کشمیر کی آبادی کے ۸۰ ہزار لوگوں کو قادیانی ظاہر کر رہے ہیں اور پھر مسیح اول اور مسیح ثانی کی من گھڑت اصطلاحات استعمال کر کے کشمیر کو اپنے باپ مرزا قادیانی کی جاگیر سمجھ رہے ہیں۔ قادیانیوں نے کشمیر پر قبضہ کرنے اور اسے قادیانی سٹیٹ بنانے کے لیے جو گھناؤنے کردار ادا کیے اور کشمیر اور کشمیریوں کے ساتھ جو سفاکانہ سلوک کیا۔ ذیل میں مرحلہ وار اسے بیان کیا جاتا ہے۔

کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کا پہلا منصوبہ..... حکیم نور الدین ریاست کشمیر میں مہاراجہ رنبیر سنگھ کا شاہی طبیب تھا۔ جہاں یہ مہاراجہ کشمیر کا شاہی طبیب تھا وہاں یہ مرزا قادیانی کا شیطانی طبیب بھی تھا۔ اسی نے مرزا قادیانی کو کفر و ارتداد کے خمیرے اور کشتے کھلائے تھے جنہیں کھا کھا کر وہ مختلف دعوے کرتا تھا۔ یہی نباض مرزا قادیانی کی نبض پر ہاتھ رکھ کر اسے بتاتا تھا کہ اب جھوٹی نبوت کو کن دعوؤں کی ضرورت ہے اور ابھی کن کن دعاوی سے پرہیز کرنا ہے اور پھر مرزا قادیانی کی موت کے بعد یہی شخص اس کا پہلا "خلیفہ" نامزد ہوا۔ حکیم نور الدین کو انگریزوں نے جاسوسی کرنے کے لیے حکیم کے روپ میں مہاراجہ کشمیر کے دربار میں داخل کیا ہوا تھا' جو انہیں مہاراجہ کشمیر کے بارے میں ہر خبر پہنچاتا تھا۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ کے بعد ان کے بڑے بیٹے مہاراجہ پرتاب سنگھ ۱۸۸۵ء میں گدی نشین ہوئے۔ لیکن ابھی ان کی حکومت کو چار سال ہی گزرے تھے کہ کرنل لنسٹ ریذیڈنٹ کی شکایات کی بنا پر حکومت ہندوستان نے مہاراجہ کے اختیارات ختم کر کے ایک کونسل مقرر کر دی۔ معزول مہاراجہ کے بھائی راجہ امر سنگھ اور راجہ رام سنگھ کونسل کے ممبر اور دیوان لچھمن داس کونسل کے صدر قرار پائے۔ لیکن تھوڑا ہی عرصہ بعد دیوان لچھمن داس کو صدارت سے برطرف کر دیا گیا اور ان کی جگہ راجہ امر سنگھ ممبر کونسل پریذیڈنٹ ہو گئے۔ راجہ امر سنگھ کی حکیم نور الدین سے گہری دوستی ہو گئی اور جلد ہی جھوٹی نبوت کے فرزند نے راجہ امر سنگھ کو شیشے میں اتار لیا۔ راجہ امر سنگھ نے حکیم نور الدین پر شاہی نوازشات کی بارش کر دی۔ حکیم نور الدین پوری سلطنت کے سیاہ و سفید کا مالک ہو گیا۔ راجہ نے حکیم نور الدین کا مشاہرہ چھ سو روپیہ ماہانہ مقرر کر دیا اور رہائش کے لیے ایک عالیشان محل تحفے میں عنایت کیا۔ راجہ سے کوئی بھی کام لینے کے لیے حکیم نور الدین کی سفارش کرانا ایک روایت بن گیا۔ بڑے بڑے لوگ حکیم سے ملاقات کو اپنے لیے باعث فخر سمجھنے لگے۔ غرضیکہ حکیم پوری ریاست کی باگیں سنبھالے بیٹھا تھا۔ راجہ امر سنگھ کی ایک علیحدہ جاگیر کشتواڑ کے علاقہ میں تھی۔ یہ ایک بڑا خوبصورت' سرسبز اور کوہستانی علاقہ ہے۔ اس زمانہ میں اس جاگیر کی آمدنی ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ تھی۔ راجہ پہلے ہی حکیم پر اندھا اعتماد کیے بیٹھے تھا۔ اعتماد اور بڑھا تو راجہ

نے اس جاگیر کا مکمل انتظام حکیم کے سپرد کر دیا۔ جب ریاست کی باگ دوڑ مکمل طور پر حکیم کے ہاتھ میں آگئی تو اتنا حسین و جمیل' سرسبز اور منافع بخش علاقہ دیکھ کر حکیم کے حریص دل نے وہاں اپنی سلطنت قائم کرنے کا خفیہ پروگرام بنا لیا۔ اس کا ذکر اس نے صرف اپنے گرو مرزا قادیانی سے کیا جو اس سے ملنے کے لیے اکثر ریاست میں آیا کرتا تھا۔ گرو اور چیلے نے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے منصوبے پر عمل شروع کر دیا۔ سب سے پہلے حکیم نے مرزائیوں کی وہاں آباد کاری شروع کی۔ پھر وہاں سے پرانے ملازموں کو نکال کر مرزائیوں کو دھڑا دھڑا بھرتی کرنا شروع کیا۔ بڑے بڑے عہدوں پر مرزائیوں کو فٹ کیا۔ پولیس' فوج اور تعلیم کے محکمے خصوصی طور پر مرزائیوں سے اٹے پڑے تھے۔ نئی بھرتی بھی صرف مرزائیوں کی ہو رہی تھی۔ مسلمانوں' ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ کے لیے ملازمتوں کے دروازے قطعاً بند تھے۔ جلد ہی کشتواڑ کے اعلیٰ عہدوں پر قادیانی مخلوق نظر آنے لگی۔ تیاری مکمل ہو گئی صرف بگل بجنے کا انتظار تھا۔ بگل بجنے سے پہلے مرزا قادیانی نے اپنے الہاموں میں اپنی ریاست کی خوشخبری سنانا شروع کر دی۔ مہاراجہ پرتاب سنگھ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور جل کر کباب ہو رہا تھا کہ اگست ۱۸۹۲ء میں لارڈ لینسڈون وائسرائے ہند جموں آئے۔ راجہ پرتاب سنگھ نے موقع تاڑ کر وائسرائے ہند سے ایک خفیہ ملاقات کی اور اسے بتایا کہ اس کا بھائی راجہ امر سنگھ اور حکیم نور الدین ریاست میں کیا گل کھلا رہے ہیں اور حکیم نور الدین کس طرح کشمیر میں قادیانیوں کو اعلیٰ عہدوں پر بٹھا رہا ہے اور مسلمانوں' ہندوؤں اور سکھوں کے حقوق کس طرح پامال ہو رہے ہیں۔ راجہ پرتاب سنگھ نے انتہائی تشویش ناک لہجے میں وائسرائے کو یہ بتایا کہ حکیم نور الدین کشمیر میں اپنی ریاست قائم کرنے کے منصوبے کو کتنا عملی جامہ پہنا چکا ہے اور کتنا باقی ہے۔ راجہ امر سنگھ کا تیر صحیح نشانے پر بیٹھا۔ وائسرائے ہند پر پریشانی اور غصے کی کیفیت طاری ہوئی کہ کس طرح ہمارا ایک تنخواہ دار جاسوس ہم سے بغاوت کرتا ہوا اپنی ریاست کی بنیاد رکھ رہا ہے۔ وائسرائے ہند نے فوری ایکشن لیا اور مہاراجہ پرتاب سنگھ کو کونسل کا پریذیڈنٹ اور راجہ امر سنگھ کو وائس پریذیڈنٹ بنا دیا۔ اب تمام اختیارات مہاراجہ پرتاب سنگھ کے پاس تھے اور وہ کرسی اقتدار پر جلوہ گر تھا۔ مہاراجہ پرتاب سنگھ دانت پیستا ہوا حکیم نور الدین کی طرف لپکا اور اسے حکم دیا کہ صرف بارہ گھنٹے میں

ریاست سے دفع ہو جاؤ۔ حکیم نے فوراً اپنے گرو مرزا قادیانی سے رابطہ قائم کیا اور اسے ساری صورت حالات سے آگاہ کیا۔ گرو جو جھوٹ بولنے میں لاثانی تھا' اس نے کہا گھبراؤ نہیں۔ میں نے ساری رات رو رو کر تمہارے لیے دعائیں کی ہیں اور رات مجھے تمہارے بارے میں بڑا اچھا خواب بھی آیا ہے۔ فکر نہ کرو' آرڈر منسوخ ہو جائیں گے۔ لیکن جھوٹے نبی کی جھوٹی نبوت کی طرح خواب بھی جھوٹا ثابت ہوا۔ دعائیں بھی ردی کی ٹوکری کی نذر ہوئیں اور حکیم نور الدین ہکلاتا' بڑبڑاتا' کپکپاتا اور لڑکھڑاتا ہوا ریاست سے اس طرح ذلیل و خوار ہو کر نکلا کہ پولیس والے ڈنڈے لہراتے ہوئے اسے کہہ رہے تھے کہ جلدی نکلو' وقت ختم ہو رہا ہے۔ اس طرح کشمیر میں قادیانی ریاست قائم کرنے کا منصوبہ کشمیر کی سرزمین میں ہی دفن ہو گیا اور قادیانی اس بچے کی طرح روتے پیٹتے رہ گئے' جس کا غبارہ اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر اس کی آنکھوں کے سامنے فضا میں اٹھکیلیاں کرتا اڑا جا رہا ہو۔

حکیم نور الدین کشمیر سے کپڑے جھاڑتا ہوا اپنے گھر بھیرہ پہنچا اور پھر اس کے بعد اپنے گرو کے پاس قادیاں چلا گیا۔ اس کربناک صورت حال میں گرو نے چیلے کو اور چیلے نے گرو کو ملتے ہوئے کہا ہو گا۔

اپنی ان حسرتوں کا ہونا تھا یہی انجام
محرومیاں ملنی تھیں مفت میں ہونا تھا بدنام

کشمیر کمیٹی...... ڈوگرہ شاہی کے مظالم نے مسلمانان کشمیر کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی۔ وہ انتہائی کسمپرسی کے عالم میں انتہائی صبر کے ساتھ حیات مستعار کے دن گزار رہے تھے۔ لیکن جب قرآن پاک کی بے حرمتی اور عید کا خطبہ روکنے کے واقعات رونما ہوئے تو ریاست کشمیر میں مسلمانوں کے دلوں میں غم و غصہ و بے چینی کی لہر دوڑ گئی اور مسلمان سراپا احتجاج بن گئے۔ ریاست جلسوں اور جلوسوں سے گونج اٹھی۔ زبردست ہڑتالیں ہوئیں۔ بیسیوں مسلمان جام شہادت نوش کر گئے۔ سینکڑوں زخمی ہوئے اور ہزاروں پس دیوار زنداں چلے گئے۔ سفاک ڈوگرہ فوج نے سینکڑوں مسلمانوں کے گھروں کو نذر آتش کر دیا اور تمام بڑے بڑے لیڈروں کو گرفتار کر لیا۔ ہندوستان کے مسلمان اپنے کشمیری بھائیوں کے غم میں تڑپ اٹھے اور ان کی ہر طرح کی مدد کو پہنچے۔ اس سلسلہ میں مجلس

احرار اسلام کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ قادیانی جو کشمیر کے مسئلہ میں انتہائی دلچسپی رکھتے تھے ایک ہوشیار چوہے کی طرح بل سے سر باہر نکالے چاروں طرف کے حالات کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ تحریک اپنے جوبن پر ہے' لہٰذا اسی سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تحریک کی کمان اپنے ہاتھوں میں لے لینی چاہیے۔ اس بات کا اشارہ انہیں انگریز کی طرف سے بھی مل چکا تھا۔ کیونکہ انگریز جانتا تھا کہ قادیانی اپنے گھر کے آدمی ہیں۔ تحریک ان کے ہاتھ میں آگئی تو اپنے ہی ہاتھ میں ہو گی اور ہم جب چاہیں گے تحریک کے غبارے سے ہوا نکال دیں گے۔ قادیانی بھی اس تحریک سے کشمیر میں اپنے مذہب کا اثر و رسوخ اور تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو قادیانی بنانا چاہتے تھے۔ اس سارے منصوبے کو حقیقی صورت میں اتارنے کے لیے "کشمیر کمیٹی" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مشہور قادیانی نواز سر فضل حسین کی زیر صدارت ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں کشمیر کمیٹی بنانے کا اعلان کیا گیا۔ کمیٹی کا بنیادی کام عوام کے غصب شدہ حقوق کی بحالی اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے مسلمانوں کو قانونی امداد فراہم کرنا تھا۔ مرزا قادیانی کے بیٹے اور قادیانی تحریک کے سربراہ مرزا بشیر الدین کو کشمیر کمیٹی کا صدر اور سیکرٹری ایک قادیانی مبلغ عبدالرحیم کو بنایا گیا جبکہ علامہ اقبالؒ جو کشمیری مسلمانوں سے ایک خاص تعلق رکھتے تھے' انہیں بطور رکن نامزد کیا گیا۔

ذہنوں میں سوال اٹھتا ہے کہ وہ گروہ جنہوں نے جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچا کر ملت اسلامیہ کے سامنے اپنا ایک خود ساختہ نبی کھڑا کیا اور فرنگی کے اقتدار کو طول دینے کے لیے ملت اسلامیہ کی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی ناپاک جسارت کی' وہ طائفہ جس نے خلافت عثمانیہ کی تباہی پر قادیاں میں چراغاں کیا تھا' وہ جماعت جس کے سربراہ اور کشمیر کمیٹی کے صدر مرزا بشیر الدین نے شاتم رسول راجپال کے قتل پر مسلمانوں کے زخمی سینے پر مرچیں چھڑکتے ہوئے کہا تھا۔

"وہ نبی بھی کیا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لیے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں"۔ (قادیانی روزنامہ "الفضل" قادیان' ۱۹/ اپریل ۱۹۲۹ء)

وہ جتھہ جس کے بنیادی عقیدے کے مطابق تمام مسلمانان عالم کافر' کتے' خنزیر'

حرام زادے اور کنجریوں کی اولاد ہیں۔ وہ جماعت کشمیر کے مسلمانوں کی محبت میں کیوں تڑپنے لگی؟ وہ جماعت کیوں کشمیری مسلمانوں کے مقدمات کے پیروی کے لیے اپنے وکلا کشمیر بھیجنے لگی اور اپنے پلے سے پیسہ بھی خرچ کرنے لگی؟ یہ سب کچھ کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کی خواہش کروا رہی تھی۔ قادیانی اخبار روزنامہ "الفضل" کی خبر کا تراشہ پڑھنے سے تمام صورت حال سامنے آ جاتی ہے۔

"حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ جو پہلے ہی مناسب موقعہ کے انتظار میں تھے۔ یکایک میدان عمل میں آ گئے ("الفضل" ۱۲ر جون ۱۹۳۱ء)"

مرزا بشیرالدین نے ریاست کشمیر میں قادیانی مبلغین کی ڈاریں بکھیر دیں۔ یہ تربیت یافتہ مبلغین کشمیری مسلمانوں میں پورے زور و شور سے قادیانیت کی تبلیغ کرنے لگے اور انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو قادیانی بنا لیا۔

"جب کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا تو قادیانی زعما بڑی تعداد میں وہاں بھیجے گئے۔ اس دوران سینکڑوں مبلغین ریاست میں پہنچے اور ریاست کے چپے چپے کا دورہ کر کے قادیانی عقائد کی تبلیغ کرنے لگے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے تحریک آزادی کے مبلغین کی امداد کے لیے اکثر رقوم شیخ محمد عبداللہ کی معرفت دی گئیں۔" (کچھ پریشاں داستانیں کچھ پریشاں "تذکرے" "اشرف عطا" ص ۱۳۰-۱۳۱)

یہی وجہ تھی جس کی بنا پر پنجاب میں شیخ عبداللہ کے قادیانی ہونے کے چرچے ہونے لگے۔ بعد میں انہیں بار بار اس کی تردید کرنا پڑی۔ مرزائیوں کے ہاتھوں استعمال ہونے کے بعد شیخ عبداللہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ چنانچہ اسی لئے انہوں نے حال ہی میں شائع ہونے والی اپنی سوانحی یادداشتوں "آتش چنار" میں احرار سے اپنے اختلافات کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔

"یہ تو معاملہ کا ایک پہلو تھا۔ بہت جلد ہم پر قادیانی حضرات کے اصل مقاصد بھی آشکار ہونے لگے۔ انہوں نے جب ہماری تحریک کی آڑ میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو عام کرنا شروع کیا تو میرے کچھ ساتھیوں نے اس غلط رجحان پر تشویش محسوس کی اور قادیانی حضرات بھی مجھ سے برگشتہ ہو گئے۔" ("آتش چنار" شیخ محمد عبداللہ، روزنامہ جنگ لاہور، ۶ جون ۱۹۸۶ء)

کشمیر کمیٹی کی آڑ میں قادیانیوں نے کشمیری مسلمانوں کے ایمانوں کی جو غارت گری کی اس کی روح فرسا اور ہوش ربا داستان وطن عزیز کے نامور بیوروکریٹ اور ادیب و دانشور جناب قدرت اللہ شہاب سے سنئے۔

"بدقسمتی سے صدارت مرزا بشیرالدین محمود نے کر ڈالی اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بھی وہی بن بیٹھے۔ یہ قادیانیوں کی ایک سوچی سمجھی چال ثابت ہوئی۔ اس کمیٹی کے قائم ہوتے ہی بشیرالدین محمود نے ہر خاص و عام کو یہ تاثر دینا شروع کر دیا کہ ان کی صدارت میں اس کمیٹی کو قائم کر کے ہندوستان بھر کے سرکردہ مسلمان اکابرین نے ان کو والد مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلک پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اس شرانگیز پراپیگنڈہ کے جلو میں قادیانیوں نے انتہائی عجلت کے ساتھ اپنے مبلغین کو جموں و کشمیر کے طول و عرض میں پھیلانا شروع کر دیا تاکہ وہ ریاست کے سادہ لوح عوام کو ورغلا کر انہیں اپنے خود ساختہ نبی کا حلقہ بگوش بنانا شروع کر دیں۔ یہ مہم کافی کامیاب رہی۔ کئی دوسرے مقامات کے علاوہ خاص طور پر "شوپیاں" میں مسلمانوں کی ایک خاص تعداد "قادیانی" بن گئی۔ پونچھ کے شہر میں بھی مسلمانوں کی اکثریت نے "قادیانی" مذہب اختیار کر لیا۔ یہ خبر سنتے ہی رئیس الاحرار مولانا عطا اللہ شاہ بخاری پونچھ شہر پہنچے اور اپنی خطیبانہ آتش بیانی سے قادیانیت کے ڈھول کا ایسا پول کھولا کہ شہر کی جو آبادی مرزائی ہو چکی تھی وہ تقریباً ساری کی ساری تائب ہو کر از سر نو مشرف بہ اسلام ہو گئی۔"

("شہاب نامہ" ص ۳۶۱-۳۶۰، از قدرت اللہ شہاب)

جب یہ تمام ہولناک صورت حالات مسلمانوں کے سامنے آئی تو انہوں نے مرزا بشیرالدین کو کمیٹی کی صدارت سے چلتا کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس کی تفصیل جناب محمد احمد خاں سے سنئے۔

"کشمیر کمیٹی ایک عرصے تک باقاعدگی سے کام کرتی رہی اور اس دوران میں قادیانیوں کی سرگرمیاں بھی ریاست میں زور پکڑتی گئیں۔ اس دوران میں کمیٹی میں شامل ہونے والے مسلم زعماء کو اس امر کا اندازہ ہو چلا

تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود کمیٹی کو کشمیری مسلمانوں کے مفاد سے زیادہ اپنے جماعتی مفاد میں استعمال کر رہے ہیں۔ کمیٹی کا کوئی دستور بھی نہیں تھا۔ اس کمی کو بھی پورا کرنا پیش نظر تھا۔ چنانچہ نئے عہدہ دار منتخب کرنے کے لیے اور کمیٹی کا باقاعدہ دستور مدون کرنے کے لیے لاہور میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں مجلس احرار کے بعض راہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں جب یہ مطالبہ کیا گیا کہ کمیٹی کا باقاعدہ ایک دستور مرتب کیا جائے تو قادیانی حضرات نے اس کی پر زور مخالفت کی۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ دستور مرتب کرنے سے دراصل ان کو علیحدہ کیا جانا مقصود ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے بطور احتجاج کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور علامہ اقبالؒ کمیٹی کے نئے صدر منتخب کر لئے گئے۔"

("اقبال کا سیاسی کارنامہ" ص ۱۸۴، از محمد احمد خاں)

اس پر انتہائی خوش کن اضافہ یہ ہوا کہ علامہ اقبالؒ نے مئی ۱۹۳۳ء میں خود اور خاں بہادر حاجی رحیم بخش اور سید محسن شاہ وغیرہ، بارہ اشخاص نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو لکھ بھیجا کہ آئندہ کشمیر کمیٹی کا صدر غیر قادیانی ہوا کرے گا۔ یہ قصر قادیانیت میں زلزلہ برپا کر دینے والی خبر تھی۔ علامہ اقبالؒ کو یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ قادیانی کشمیر اور کشمیر کمیٹی کے متعلقہ سارے راز انگریزوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس کی تصدیق کے لیے علامہ اختر فتح پوری فرماتے ہیں۔

میاں صاحب (مرزا بشیر الدین محمود) کے خاندان کے ایک انتہائی قریبی عزیز نے بلاواسطہ میرے پاس بیان کیا کہ

"حضور (مرزا بشیر الدین محمود) تمام کارگزاری کی رپورٹ باقاعدہ طور پر انگریزی حکومت کو بھجوایا کرتے تھے۔ ایک رات پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ کے دو آدمی علامہ اقبالؒ کے مکان پر آئے۔ انہوں نے علی بخش سے پوچھا۔ علامہ صاحب کہاں ہیں۔ ہم ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ علی بخش نے کہا وہ سو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہیں فوراً جگا دیں۔ ہمیں ان سے ایک ضروری کام ہے اور اسی وقت ہم نے واپس بھی جانا ہے۔ علامہ قریب ہی سوئے ہوئے

تھے۔ ان کی آواز سن کر بیدار ہو گئے تو انہوں نے علامہ اقبالؒ کے سامنے وہ تمام ریکارڈ رکھ دیا جو میاں محمود احمد نے گورنمنٹ کو بھیجا تھا۔ نیز انہوں نے کہا کہ اگر ہمارے متعلق یہ پتہ چل جائے کہ ہم یہ فائلیں اٹھا کر یہاں آئے ہیں تو ہماری سزا موت کے سوا کچھ نہیں۔ مگر ہمیں اس بات پر حیرت ہے کہ آپ نے ایک ایسے آدمی کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنایا ہوا ہے جو گورنمنٹ کا جاسوس ہے۔"

("قادیانی تحریک کا سیاسی پس منظر" ص ۳۰-۳۱، از علامہ اختر فتح پوری)

جب مرزا بشیرالدین نے کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا تو اس کے ساتھ ہی دوسرے قادیانی حضرات بھی ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے۔ تجوریوں کے منہ بھی بند ہو گئے۔ جو قادیانی وکلاء ریاست میں مسلمانوں کے مقدمات لڑ رہے تھے انہوں نے مقدمات کی پیروی بند کر دی۔ گویا بشیرالدین کے صدارت سے ہٹنے سے سارے قادیانی کشمیر کمیٹی سے بہت پرے ہٹ گئے۔ جب کمیٹی کے کاموں میں بہت زیادہ رکاوٹیں پڑنے لگیں تو کمیٹی ایک تعطل کا شکار ہو گئی کیونکہ کمیٹی کے کرتا دھرتا تو قادیانی ہی تھے۔ علامہ اقبالؒ قادیانیوں کے رویئے سے تنگ آ چکے تھے۔ لہٰذا علامہ اقبالؒ قادیانیوں کے رویئے سے بددل ہو کر صرف ۴۳ دن بعد کشمیر کمیٹی سے مستعفی ہو گئے۔

علامہ اقبالؒ نے کشمیر کمیٹی سے اپنی صدارت کے استعفیٰ میں لکھا:

"بدقسمتی سے کمیٹی میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے مذہبی فرقہ کے امیر کے سوا کسی دوسرے کا اتباع کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ احمدی وکلاء میں سے ایک صاحب نے جو میرپور کے مقدمات کی پیروی کر رہے تھے، حال ہی میں اپنے ایک بیان میں واضح طور پر اس خیال کا اظہار کر دیا، انہوں نے صاف طور پر کہا کہ وہ کسی کشمیر کمیٹی کو نہیں مانتے اور جو کچھ انہوں نے یا ان کے ساتھیوں نے اس ضمن میں کیا، وہ ان کے امیر کے حکم کی تعمیل تھی۔"

("اقبال اور سیاست ملی" ص ۲۰۳، از رئیس احمد جعفری)

کشمیر کمیٹی کے خاتمہ کے بعد بھی عیار قادیانی اپنی عیاری اور مکاری کو ریاست میں جاری رکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ایک اور ادارہ "تحریک

کشمیر" کے نام سے قائم کرنا چاہا اور پھر اس سے بھی زیادہ ڈھٹائی سے علامہ اقبالؒ سے درخواست کی کہ وہ کرسی صدارت سنبھالیں۔

"ڈاکٹر صاحب اب قادیانی تحریک کے سخت مخالف بن چکے تھے اور ان کا خیال تھا کہ تحریک کشمیر کے نام پر قادیانی حضرات اپنے عقائد کی نشر و اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے اس آفر کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔" ("اقبال کا سیاسی کارنامہ" ص۱۸۵' از محمد احمد خاں)

حد بندی کمیشن اور قادیانیوں کا گھناؤنا کردار.....

مسلمانان ہند کی طویل جدوجہد کے بعد جب غلامی کی شب دیجور سحر آشنا ہو رہی تھی اور دنیا کے نقشے پر سب سے بڑی اسلامی ریاست "پاکستان" معرض وجود میں آ رہی تھی۔ تقسیم ہندوستان کے لیے حد بندی کمیشن مصروف عمل تھا۔ مسلم اکثریت کے علاقوں کو پاکستان میں اور مسلم اقلیت کے علاقوں کو ہندوستان میں شامل ہونا تھا۔ کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنے اپنے دلائل دے رہے تھے۔ جب حد بندی کمیشن ضلع گورداسپور پہنچا تو قادیانیوں نے اپنی تعداد' اپنے علیحدہ مذہب' فوجی و سول ملازمین کی کیفیات اور دیگر تفصیلات درج کیں اور مطالبہ کیا کہ قادیان کو ویٹیکن سٹی قرار دیا جائے۔ قادیانیوں کا ویٹیکن سٹی کا مطالبہ تو منظور نہ ہوا۔ لیکن ان کے الگ محضر نامہ پیش کرنے کی وجہ سے مسلمان اقلیت میں رہ گئے اور گورداسپور کا ضلع ہندوستان کی جھولی میں ڈال دیا گیا۔ مسلم لیگ شروع سے اس زعم میں مبتلا رہی کہ قادیانی پاکستان کا ساتھ دیں گے لیکن مرزا قادیانی کی امت نے وہ ہاتھ دکھایا کہ مسلم لیگ ٹک ٹک دیکھتی رہ گئی۔ مسلم لیگ کے ساتھ یہ سلوک کیوں نہ ہوتا کیونکہ مسلم لیگ کے موقف کا وکیل ظفر اللہ قادیانی تھا۔ جس کا روحانی پیشوا، متعدد مرتبہ متعدد جگہوں پر پاکستان کے بارے میں اپنے خبث باطن کا اظہار اس طرح کرتا رہا۔

"ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پاکستان کا بننا اصولاً غلط ہے۔"

("الفضل" ۱۲۔۱۳ اپریل ۱۹۴۷ء خطبہ مرزا محمود احمد)

"ممکن ہے عارضی طور پر کچھ افتراق (علیحدگی) ہو اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں (ہندو مسلم) جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہو گی اور

ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں اکھنڈ ہندوستان بنے۔" ("قادیانی روزنامہ الفضل" ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور ہم کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں۔"

("الفضل" ۱۶ر مئی ۱۹۴۷ء، خطبہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیاں)

یہ تو تھے اس کے روحانی لیڈر کے زہر آلود خیالات اور خود ظفر اللہ نے بانی پاکستان محمد علی جناحؒ کا نماز جنازہ نہ پڑھی بلکہ باہر ٹانگیں پسارے بیٹھا رہا اور پھر جب وزیر اعظم لیاقت علی خاں نے اس کی وطن دشمن سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے اسے وزیر خارجہ کے عہدہ سے الگ کرنے لگے تو اس نے اپنے ایک جرمن نژاد لے پالک کنزے کے ذریعے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان کو اس وقت قتل کروایا جب وہ راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب فرمانے والے تھے۔ ظفر اللہ خاں نے مسلم لیگ اور مسلمانوں کا موقف کیا خاک پیش کرنا تھا جس کی اپنی جماعت نے مسلمانوں سے الگ اپنا محضرنامہ پیش کیا۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

ستم بالائے ستم پھر یہ ظفر اللہ قادیانی مقدمہ کشمیر کا وکیل بن کر یو۔این۔او میں جا پہنچا اور لمبی لمبی، فضول اور بے ہودہ تقریریں کر کے وقت ضائع کرتا رہا اور مسئلہ کشمیر کو بے جان و کمزور کرتا رہا۔ ہم اس انہونی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے یہی کہہ سکتے ہیں۔

وہ اک شخص جو آیا ہے آندھیاں لے کر
اسی سے اپنے دیئے کی ضمانتیں مانگوں

بھارت کے پاس کشمیر پہنچنے کے لیے گورداسپور واحد زمینی راستہ ہے۔ گورداسپور بھارت کے پاس جانے سے بھارت کو کشمیر میں مداخلت کا بھرپور موقع مل گیا اور اگر گورداسپور بھارت کے پاس نہ جاتا تو مہاراجہ کشمیر کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا

کہ وہ پاکستان سے الحاق کرتا۔ پاکستان کے سارے دریا کشمیر سے آتے ہیں اور یوں پاکستان کی دولت کی ساری کنجیاں بھارت کے ہاتھ میں چلی گئیں۔

گورداسپور کے مسلمان اپنے گھروں میں اس امید کے چراغ جلائے بیٹھے تھے کہ گورداسپور ضرور پاکستان میں شامل ہو گا لیکن جب قادیانیوں نے اپنے محضرنامہ کا خنجران کی پشت میں گاڑ دیا تو وہ مارے حیرت و تکلیف کے تڑپ اٹھے۔ ہندوؤں اور سکھوں نے ان کے گھر جلا دیئے۔ باہر بھاگے تو نیزے ان کی چھاتیوں کے استقبال کے لیے تیار تھے۔ معصوم بچوں کو ماؤں کی چھاتیوں سے نوچ کر ممتا بھری آنکھوں کے سامنے موت کا رقص کرایا گیا۔ نہتے گبھرو جوانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا گیا۔ ہزاروں لڑکیاں ایسی اغوا ہوئیں کہ پھران کا انتظار کرتے ہوئے والدین کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ ہندو سورماؤں کے ہاتھوں گہرے زخم اٹھانے والے ہزاروں زخمی اور سفر کی مصیبتیں برداشت نہ کرنے والے بیمار، وطن کی دہلیز کا بوسہ لینے کی تمنا دل ہی میں لئے راہی ملک عدم ہو گئے۔ غرضیکہ وہ حشر برپا ہوا کہ گورداسپور کی زمین خون مسلم سے سرخ ہو گئی۔ فضائیں چیخوں اور آہوں سے بھر گئیں اور ہواؤں میں آنسو تیرنے لگے۔

اور ایک قادیانی آزاد کشمیر کا صدر بن گیا

آزاد کشمیر میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے سے قبل ہی قادیانیوں نے انتہائی مکاری و عیاری سے اپنی حکومت قائم کرلی۔ ریاست جموں و کشمیر کے قادیانی جماعت کے صدر غلام نبی گلکار کو آزاد کشمیر کا صدر بنا دیا گیا۔ یہ پروگرام انتہائی خفیہ طریقے سے عمل میں آیا اور انتہائی راز داری سے اسے عملی جامہ پہنا دیا گیا۔ پردے کے پیچھے بیٹھا قادیانی خلیفہ مرزا بشیرالدین ساری ہدایات جاری کر رہا تھا۔ گلکار نے حکومت پر بیٹھتے ہی تمام کلیدی عہدوں پر قادیانی مہرے بٹھانے شروع کر دیئے۔ مشہور صحافی کلیم اختر کے مطابق گورنر کشمیر، ڈیفنس سیکرٹری، انسپکٹر جنرل پولیس، ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس، وزیر تعلیم، وزیر زراعت، وزیر صحت، وزیر انصاف، ڈائریکٹر میڈیکل سروسز، چیف انجینئر اور دیگر بہت سے عہدوں پر قادیانی قابض تھے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ان قادیانی افسروں کے نام بھی تبدیل کر دیئے گئے تھے تاکہ مسلمان عوام قادیانیت کی اس سازش کو سمجھ نہ

سکیں اور اس بھیانک سازش کی گواہی قادیانیوں کی تاریخ سے مل جاتی ہے۔

"اصلی نام مصلحتاً پوشیدہ رکھے گئے اور ان کی بجائے ان کے متبادل نام رکھے گئے تاکہ ان کو کام کرنے میں آسانی ہو۔" ("تاریخ احمدیت"---از دوست محمد شاہد جلد ۲ حاشیہ ۶۵۷)

قادیانیوں کی یہ حکومت چند دن چل کر چل بسی اور حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں آگئی اور قادیانی عزائم و منصوبے پھر کشمیر کی مٹی میں دفن ہو گئے۔ یہ سارا واقعہ جناب قدرت اللہ شہاب سے سنئے۔

"اصلی آزاد کشمیر گورنمنٹ تو ۲۴ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کے روز قائم ہوئی تھی۔ لیکن پونچھ میں جہاد کا رنگ اور رخ بھانپ کر غلام نبی گلکار نامی کشمیری قادیانی نے ۲۰ روز قبل ہی ۴ر اکتوبر کو اپنی صدارت میں آزاد کشمیر جمہوریہ کے قیام کا اعلان کر دیا۔ غالباً یہ اعلان راولپنڈی کے ایک ہوٹل "ڈان" میں بیٹھ کر کیا گیا۔ اسی ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے بیٹھے مسٹر گلکار نے اپنی تیرہ رکنی کمیٹی بھی منتخب کر لی تھی۔ جو زیادہ تر ایسے افراد پر مشتمل تھی جن کا تعلق قادیانی مذہب سے تھا۔ اس اعلان کے دو روز بعد ۶ر اکتوبر کو مسٹر گلکار مظفر آباد کے راستے سری نگر پہنچ گیا۔ جہاں پر اس کی ملاقاتیں شیخ عبداللہ سے بھی ہوئیں۔ اس کے بعد اس کی حرکات و سکنات عام طور پر پردہ راز میں رہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ بارہ مولا سے سری نگر کی جانب مجاہدین کی پیش قدمی کی وجہ سے قادیانیوں کے اپنے منصوبے خاک میں مل گئے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ یہ جنت ارضی بلا شرکت غیرے قادیانیوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ پاکستان جانے والی ہے تو انہوں نے بھی نفتھ کالم کا روپ دھار کر اس امکان کو ملیامیٹ کر دیا۔"

("شہاب نامہ" ص ۳۸۱-۳۸۰)

فرقان بٹالین ...... اسلام دشمن، پاکستان دشمن جنرل گریسی جو بدقسمتی سے پاکستانی فوج کا پہلا کمانڈر انچیف تھا، نے قادیانی نوجوانوں پر مشتمل ایک بٹالین تشکیل دی۔ یہ پاکستانی فوج کی ایک باقاعدہ بٹالین تھی۔ فرقان بٹالین اکتوبر ۱۹۴۸ء میں جہاد کشمیر کے

سلسلہ میں سیالکوٹ کے نزدیک جموں کے محاذ پر واقع گاؤں "معراج کے" میں متعین کی گئی۔ مرزا بشیرالدین محمود کے بیٹے مرزا ناصر احمد اور مرزا مبارک احمد اس بٹالین کے کرتا دھرتا تھے۔ دراصل یہ بٹالین انگریزوں کی جاسوس بٹالین تھی جو کشمیر سے ساری خبریں جنرل گریسی اور پھر جنرل گریسی کے ذریعے یہ خبریں بھارت کے کمانڈر انچیف جنرل سر آکن لیک تک پہنچ جاتیں۔ اس بٹالین کو کشمیر میں بھیجنے کا مقصد ریاست پر قادیانی قبضہ جمانے کا پروگرام تھا۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ جماعت جس کی بنیاد ہی فرنگی نے اس لئے اٹھائی کہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے قلوب سے جذبہ جہاد کی شمع فروزاں کو گل کر سکے۔ جس جماعت کا "نبی" ساری زندگی اپنے کفریہ منہ سے تنسیخ جہاد کی کفریہ کی تبلیغ میں جتا رہا۔

> "آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا' خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔"

("خطبہ الہامیہ" ص ۲۸-۲۹ مصنف مرزا قادیانی)

مزید زہرافشانی سنئے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کے لئے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

("ضمیمہ تحفہ گولڑویہ" ص ۳۹ مصنف مرزا قادیانی)

اس جماعت کے افراد ایک بٹالین بنا کر اور وردی پہن کر اور ہتھیار اٹھا کر کشمیر میں کون سے جہاد کے لئے پہنچے تھے۔ یہ "جہاد" صرف کشمیر میں قادیانی ریاست قائم کرنے کا پروگرام تھا۔ اس مقصد قبیح کے لئے فرقان بٹالین کو جو فوجی ساز و سامان دیا گیا' اس کی فہرست اس طرح ہے۔

مکمل فوجی وردیاں۔ ادنیٰ سے اعلیٰ افسر تک — ۶۰۰

تھری ناٹ کی رائفلیں	۵۹۹
موٹر نمبر	۲۲۶
گرنیڈ بم	۷۲
مشین گن	۲۰

اس کے علاوہ وائرلس سیٹ' ٹرانسپورٹ' جاسوسی کے آلات اور کروڑوں روپے کا دیگر سامان جہاد کے منکروں کو "جہاد" کے لئے دیا گیا۔

فرقان بٹالین نے محاذ کشمیر پر جرات و شجاعت و مردانگی کے کون سے درخشاں باب رقم کئے؟

کتنے قادیانی سورماؤں نے وطن عزیز کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کیا؟

کتنے مسلمانوں کے جان و مال اور عصمتوں کی حفاظت کی؟

یہ کام نہ تو انہوں نے کرنا تھے اور نہ ہی انہیں ان کاموں کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جو "جہاد" انہوں نے کیا' وہ وہاں پکنک منانے' جاسوسی کرنے اور مفت کی تنخواہیں کھانے کے کام تھے اور یہ سارے کام انہوں نے کمال مہارت سے سرانجام دیئے۔ پھر جب مسلمانوں کے پرزور احتجاج پر وزیراعظم لیاقت علی خان نے اس شیطان بٹالین کو توڑ دیا تو نبوت چور کروڑوں روپے کا ملنے والا اسلحہ چوری کر کے ہضم کر گئے اور حکومت کو کچھ بھی واپس نہ کیا۔

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پر سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

لیکن قادیانی جماعت نے ۱۹۶۵ء میں فرقان بٹالین میں شامل ہر ادنیٰ اور اعلیٰ قادیانی کو "تمغہ دفاع کشمیر" عطا کیا۔ گویا چوروں کے سروں پر پگڑیاں باندھی گئیں اور ڈاکوؤں کی دستار بندی کی گئی۔ لیکن یہ بات کتنی ہوش ربا' خطرناک اور تشویش ناک ہے کہ ایک فوجی بٹالین کو اس کی "کارکردگی" پر ایک سول جماعت اسے تمغوں سے نواز رہی ہے۔

اس کے علاوہ اس کے سرپرست جنرل گریسی نے فرقان بٹالین کو خراج تحسین پیش کیا اور اسے سپاس کا خط لکھا۔ یہ خط تاریخ احمدیت کے ص ۶۷۴ پر موجود ہے۔ جنرل

گر یسی تحسین و آفرین کا خط کیوں نہ لکھتا' ہر آرٹسٹ اپنے شاہکار کی تعریف و توصیف کیا ہی کرتا ہے۔

قادیانی سازشیں اور جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء ...... وطن عزیز پاکستان کو معرض وجود میں آئے اٹھارہ برس گزر چکے تھے۔ پاکستان پر جنرل محمد ایوب خان کی حکومت تھی۔ اتنا طویل عرصہ بیتنے کے بعد اور پاکستان میں انتہائی بااختیار ہونے کے باوجود قادیانیوں کو کشمیر اور قادیان نہیں بھولا تھا۔ ان کے جسم تو یہاں تھے لیکن دل کشمیر اور قادیان میں پڑے تھے۔ وہ بار بار کشمیر اور قادیان پر قبضہ کرنے کے لئے انگڑایاں لیتے لیکن پھر کسی مصلحت کے تحت مجبوراً بیٹھ جاتے۔ ایوب خان کے ساتھ میجر جنرل اختر حسین ملک' سیکرٹری خارجہ عزیز احمد اور پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین ایم ایم احمد (پوتا مرزا قادیانی) کے انتہائی قریبی مراسم تھے۔ اس کے علاوہ کلیدی عہدوں پر فائز درجنوں قادیانیوں نے ایوب خان کے گرد گھیرا بنا رکھا تھا۔ قادیانیوں نے ان خصوصی تعلقات کو سنہری موقعہ سمجھتے ہوئے ایوب خان کو کشمیر پر حملہ کرنے کے لئے تیار کرنا شروع کیا اور اس پر عملدرآمد کے لئے انہوں نے سائنسی انداز سے منصوبہ بندی کرنی شروع کی۔

وہ اکثر و بیشتر اپنے ہم مذہبوں کو خوش رکھنے کے لئے اور ان کے حوصلے بڑھانے کے لئے انہیں مرزا بشیرالدین محمود کی یہ باتیں سنایا کرتے تھے کہ

"اگر حالات نے اجازت دی اور مشرقی پنجاب (انڈیا) میں جانوں کی حفاظت اور سلامتی کا یقین دلایا گیا تو ہم قادیان میں جو جماعت احمدیہ کا مقدس مرکز ہے' واپس جائیں گے" ("روزنامہ الفضل" ۱۸ مارچ ۱۹۴۸ء بیان مرزا بشیرالدین)

"پس مایوس نہ ہو اور اللہ پر توکل رکھو اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ میں ایسے سامان پیدا کردے گا۔ آخر دیکھو یہودیوں نے تیرہ سو سال انتظار کیا اور پھر فلسطین میں آگئے۔ مگر آپ لوگوں کو تیرہ سو سال انتظار نہیں کرنا پڑے گا ممکن ہے' تیرہ سال بھی نہ کرنا پڑے ممکن ہے' دس سال بھی نہ کرنا پڑے اور اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں کے نمونے تمہیں دکھا دے" (تقریر مرزا محمود بر سالانہ" جلسہ "ربوہ" ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء)

قادیانیوں نے کس حد تک منصوبہ بندی کر لی تھی۔ یہ ساری داستان مجاہد ختم

نبوت و ممتاز صحافی اور خطیب آغا شورش کاشمیری" سے سنئے

ا۔ "نواب کالا باغ نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے واقعات پر گفتگو کرتے ہوئے راقم سے بیان کیا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی ورنہ صورت حال کے پامال ہونے کا احتمال تھا۔

نواب صاحب نے فرمایا' میرزائی پاکستان میں حصول اقتدار سے مایوس ہو کر قادیان پہنچنے کے لئے مضطرب ہیں۔ وہ بھارت سے مل کر یا بھارت سے لڑ کر ہر صورت میں قادیان چاہتے ہیں اور اس غرض سے پاکستان کو بازی پر لگانے سے بھی نہیں چوکتے۔ ایک دن میرے ہاں جنرل اختر حسین ملک آئے اور میرے ملٹری سیکرٹری کرنل محمد شریف سے کہا کہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے پس و پیش کی اور اپنے سیکرٹری سے کہا کہ میں نے جنرل ملک سے اگر ملاقات کی تو صدر ایوب جو مجھ سے پہلے ہی بدظن ہو چکے ہیں اور بدظن ہوں گے اور یہ حسن اتفاق ہے کہ میں بھی اعوان ہوں' جنرل ملک بھی اعوان ہے اور تم ملٹری سیکرٹری بھی اعوان ہو۔ صدر ایوب کے کان میں الطاف حسین (ڈان) نے بات ڈال رکھی ہے کہ اس سے کسی امریکن نے کہا ہے کہ نواب کالا باغ' ایوب خاں کے خلاف اندر خانہ خود صدر بننے کی سازش کر رہا ہے۔ اس وقت تو جنرل ملک لوٹ گئے لیکن چند دن بعد نتھیا گلی میں ملاقات کا موقع پیدا کر لیا۔ کہنے لگے "میں صدر ایوب کو آمادہ کروں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کرنے کے لئے بہترین ہے۔ یقین ہے کہ ہم کشمیر حاصل کر پائیں گے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ بیٹھے بٹھائے جنرل کو یہ کیا سوجھی؟ بہرحال میں نے عذر کر دیا کہ میں نہ تو فوجی ایکسپرٹ ہوں نہ مجھے جنگ کے مبادیات کا علم ہے۔ آپ خود ان سے تذکرہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ صدر نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے کہ لڑائی کے جلد بعد بھارت براہ راست پاکستان کی بین الاقوامی سرحدوں پر حملہ کر دے گا۔

میں نے کہا' صدر مجھ سے پہلے ہی بدگمان ہے۔ وہ لازماً خیال کرے گا کہ اعوان اس کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔

جنرل اختر ملک مجھ سے جواب پا کر چلے گئے۔ اس اثناء میں سی آئی ڈی کی معرفت مجھے ایک دستی اشتہار ملا جو آزاد کشمیر میں کثرت سے تقسیم کیا گیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ "ریاست جموں و کشمیر انشاء اللہ آزاد ہو گی اور اس کی فتح و نصرت احمدیت کے ہاتھوں ہو

گی" (پیش گوئی مصلح موعود)

اور میرے لئے یہ ناقابل فہم نہ تھا کہ جنرل اختر ملک اس پیش گوئی کو سچا بنانے کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے تھے۔

راقم نے نواب کالا باغ کی یہ گفتگو محترم مجید نظامی ایڈیٹر نوائے وقت سے بیان کی تو انہوں نے تائید کی کہ ان سے بھی نواب صاحب یہی روایت کر چکے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر جاوید اقبال سے ذکر آیا تو حیران ہوئے فرمایا کہ اس جولائی میں سر ظفر اللہ خان نے مجھے امریکہ میں کہا تھا کہ میں صدر ایوب کو پیغام دوں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کے لئے موزوں ہے' پاکستانی فوج ضرور کامیاب ہو گی جہاں تک ہندوستان کے ہاتھوں بین الاقوامی سرحد کے آلودہ ہونے کا تعلق ہے ایسی کوئی چیز نہ ہو گی۔ میں نے صدر ایوب سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا' مجھ سے کہہ دیا ہے اور کسی سے نہ کہنا۔

صدر ایوب کو سر ظفر اللہ خان نے پیغام دے کر اور جنرل اختر ملک نے خود حاضر ہو کر علاوہ دوسرے زعماء کے یقین دلایا تھا کہ کشمیر پر حملہ کرنے سے بھارت اور پاکستان میں براہ راست جنگ ہو گی۔ ("عجمی اسرائیل" ص ۴۳' ۴۴' ۴۵ از شورش کاشمیری")

آخرکار ایوب خان قادیانیوں کی سازش کا شکار ہو گئے۔ جنرل اختر ملک نے مقبوضہ کشمیر پر تسلط قائم کرنے کے لئے ایک مربوط پلان تیار کیا جس کا کوڈ نام "جبرالٹر" تھا۔ آپریشن جبرالٹر کے تحت پاکستان نے کشمیری حریت پسندوں کو منظم کیا۔ انہیں تربیت فراہم کی اور ان کی راہنمائی کے لئے ۶ جولائی کو تربیت یافتہ رضا کار مقبوضہ کشمیر میں بھیج دیئے۔ کشمیری حریت پسندوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ جواباً بھارت نے بھی انگڑائی لی اور حریت پسندوں کے خلاف سخت کارروائی شروع کی۔ بھارت نے ایک قدم اور آگے بڑھتے ہوئے اگست کے وسط میں ایک زبردست اور اچانک حملہ کر کے کارگل کی فوجی اہمیت کی چوٹی پر قبضہ کر لیا۔ جس سے پورے پاکستان میں سخت مایوسی پھیل گئی۔ جنرل اختر ملک کو انتقام کے نام پر موقع مل گیا اور اس نے اپنی قیادت میں جموں کے علاقے چھمب اور جوڑیاں میں بڑی سرعت کے ساتھ پیش قدمی کر دی۔ چھمب اور جوڑیاں کا محاذ پٹھان کوٹ اور قادیان کی طرف تھا۔ ان محاذوں کی کمان جنرل اختر ملک اور بریگیڈیئر عبدالعلی

کے ہاتھوں میں تھی۔ یہ دونوں سگے بھائی تھے اور کٹر قادیانی تھے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر حملہ کرنا ہی تھا تو کمان کسی مسلمان کے ہاتھ میں بھی دی جا سکتی تھی۔ قادیانی جرنیل آگے بڑھ کر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ میں نے کارگل کی چوکی کا بدلہ لے لیا ہے۔ لیکن ۴ ستمبر کو بھارتی وزیراعظم نے اعلان کیا کہ بھارت اب اپنی پسند کا محاذ کھولے گا اور ۶ ستمبر کو بھارت نے اعلان کئے بغیر واہگہ سیکٹر پر نہتے مسلمانوں پر دھاوا بول دیا اور پاکستان جنگ کے شعلوں میں جلنے لگا۔ جب بھارت نے جبرالٹر اپریشن کے جواب میں لاہور اور سیالکوٹ کے محاذ کھولے تو پاکستانی افواج کو اپریشن جبرالٹر کو ادھورا چھوڑ کر فوری طور پر ان محاذوں پر آنا پڑا اور یوں یہ اپریشن بری طرح ناکام ہو گیا اور پاکستان ایک انتہائی خطرناک اور نقصان دہ جنگ میں الجھ گیا۔ یوں ایک قادیانی جنرل نے اپنی جھوٹی نبوت کی پیش گوئی کو سچا ثابت کرنے کے لئے پورے پاکستان کو داؤ پر لگا دیا۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ نے ملک کا انجر پنجر ہلا کر رکھ دیا اور وطن عزیز کو ایسا دھچکا لگا کہ اس کے اثرات آج بھی محسوس ہو رہے ہیں۔ قادیانی امت کی جھوٹی نبوت کے خنجر سے وطن اور اہل وطن کو جو زخم لگے' ان میں سے چند زخم ملاحظہ فرمایئے

○ قادیانیوں نے سازش کے ذریعے جب یہ ہولناک جنگ شروع کروائی۔ اس وقت ملک میں امن و سکون تھا۔ زرعی شعبے کی ترقی اپنے بام عروج پر تھی۔ صنعت و حرفت کی گاڑی کی رفتار بھی لائق تحسین تھی۔ ملک میں جگہ جگہ کارخانے اور ملیں لگ رہی تھیں۔ جس سے پاکستان کی اقتصادی حالت کافی بہتر ہو رہی تھی۔ نئے نئے کالج اور یونیورسٹیاں کھل رہی تھیں۔ لیکن ملک گیر جنگ کے پھیلے ہوئے دھویں نے سارا نظام تلپٹ کر کے رکھ دیا۔

جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء سے قبل فوجی تعمیرو ترقی جدید بنیادوں پر ہو رہی تھی۔ فوج کے پاس کافی مقدار میں جدید اسلحہ موجود تھا۔ ملک میں بھی اسلحہ سازی کا کام بہت بہتر ہو گیا تھا۔ لیکن ستمبر کی بے مقصد جنگ میں یہ سارا اسلحہ استعمال ہو گیا۔ مزید جنگ لڑنے کے لئے کروڑوں روپے کا اسلحہ خرید نا پڑا۔ اس کے علاوہ اسلامی ممالک نے بھی

بڑی بھاری مقدار میں اسلحہ فراہم کیا۔ یوں افواج پاکستان قادیانی سازش سے ہل کر رہ گئیں۔

- اس جنگ میں چودہ ہزار پاکستانی شہید و زخمی ہوئے۔ ہندوستانی فوج نے گاؤں کے گاؤں لوٹ لئے۔ کروڑوں روپے کی کھڑی فصلوں کو برباد کر دیا۔ مال مویشی ہانک کر لے گئے۔ درخت کاٹ لئے' ٹیوب ویل اکھیڑ لئے' لٹے پٹے بے گھر لوگوں کو خوراک و رہائش فراہم کرنا ایک بہت بڑا مسئلہ بن کر ابھرا۔
- اس جنگ کے بہانے بھارت نے کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ ہزاروں کشمیری حریت پسند شہید کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کے گھربار لوٹ لئے گئے۔ بھارتی درندوں کے ہاتھوں اسلام کی بیٹیوں کی عزتیں بھی محفوظ نہ رہیں۔ جس کے نتیجہ میں ایک لاکھ سے زائد کشمیری مسلمانوں کو آگ و خون کا دریا عبور کر کے آزاد کشمیر اور پاکستان میں پناہ لینا پڑی۔
- قادیانیوں کی لگائی ہوئی ۱۹۶۵ء کی جنگ ۱۹۷۱ء کی جنگ کا سبب بنی جس میں وطن عزیز دولخت ہو گیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے وطن عزیز کے نامور صحافی جناب ضیا الاسلام انصاری لکھتے ہیں۔

"بعد کے واقعات اور شواہد نے ثابت کر دیا کہ یہ پاکستان کو ایک فضول اور نقصان دہ جنگ میں ملوث کرنے کی سازش تھی۔" ("ہفت روزہ زندگی" ۱۶ فروری ۱۹۹۰ء)

سابق وزیر خزانہ' ممتاز سفارت کار اور اقوام متحدہ کے مندوب سید امجد علی کہتے ہیں۔

"میں آج تک ۱۹۶۵ء کی جنگ کی وجہ نہیں سمجھ پایا۔ جو بہت تباہ کن تھی۔"

("روزنامہ نوائے وقت جمعہ میگزین ۱۰ جنوری ۱۹۹۲ء)

لیکن قادیانیوں کو اس سازش کے ناکام ہونے اور خونی ڈرامہ رچانے کے باوجود ذرہ بھر شرم نہ آئی۔ شرم آتی بھی کیسے؟ جس جماعت کے بانی نے جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہو' اس جماعت سے شرم و حیا کی توقع کیسی؟ قادیانیوں نے کمال ڈھٹائی سے ۱۹۶۵ء کی جنگ کو بہت بڑی فتح قرار دیا اور جنرل اختر ملک و بریگیڈیئر عبدالعلی کو ہیرو قرار دیا۔ حکومت میں لمبے ہاتھ ہونے کی

وجہ سے پانچویں اور چھٹی جماعت کی کتاب "تاریخ جغرافیہ" میں جنرل اختر ملک کی سہ رنگی تصویر بھی شائع کی گئی تاکہ اس پہلو سے قوم کے نونہالوں میں ایک قادیانی جرنیل کا چرچا کیا جائے اور اسی حوالے سے نوخیز نسل میں قادیانیت کی تبلیغ کی جائے۔ لیکن تلخ حقائق اپنے چہرے سے نقاب الٹ الٹ کر کہہ رہے ہیں۔

بدنما دھبے ہیں جتنے چہرہ تاریخ پر
غور سے پڑھئے انہیں اور فیصلہ خود کیجئے

اسرائیلی اور قادیانی کمانڈوز ارض کشمیر میں:

اس چونکا دینے والی خبر نے دنیا بھر میں تہلکہ مچا دیا کہ اسرائیلی کمانڈوز کشمیر میں گھس گئے ہیں۔ ڈل جھیل پر ابھی صبح کا سپیدہ نمودار ہوا ہی تھا کہ خاموش فضا فائرنگ سے گونج اٹھی۔ ارد گرد کی آبادی کے لوگ وجہ معلوم کرنے کے لئے بدحواسی کے عالم میں گھروں سے نکل آئے۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ دو گروہوں کے درمیان لڑائی ہو رہی ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ سات اسرائیلی اور ایک ڈچ سیاح عورت ایک ہاؤس بوٹ میں بیٹھے تھے۔ مجاہدین کو خبر مل گئی کہ ہاؤس بوٹ میں بیٹھے ہوئے لوگ سیاہ نہیں بلکہ سیاحوں کے روپ میں اسرائیلی کمانڈوز ہیں جو کشمیر میں حریت پسندوں کی تحریک کو کچلنے کے لئے بھارتی فوجیوں کا ساتھ دینے کے لئے اسرائیل سے خصوصی طور پر آئے ہیں۔ مجاہدین نے پہنچتے ہی ہاؤس بوٹ پر دھاوا بول دیا۔ اور ان سارے کمانڈوز کو گرفتار کر لیا۔ تھوڑی دور جا کر انہوں نے ڈچ سیاح عورت اور ایک اسرائیلی عورت کو رہا کر دیا اور باقی قیدیوں کو لے کر اپنے ٹھکانے کی طرف چل پڑے۔ جب ہاؤس بوٹ کنارے پر پہنچی تو نہتے اسرائیلی کمانڈوز نے مجاہدین پر حملہ کر دیا اور ان سے ایک دو رائفلیں اور میگزین بھی چھین لئے۔ اس حملے میں ایک اسرائیلی ہلاک اور تین اسرائیلی زخمی ہوئے جبکہ ایک مجاہد نے جام شہادت نوش کیا۔ ہلاک ہونے والے اسرائیلی کا نام اریز کہانا اور زخمی ہونے والوں کے نام یائر ترکش، کوبی سیمنس اور رانی مون ہیں۔ جبکہ شہید ہونے والے مجاہد کا نام علی احمد ہے۔ ایک اسرائیلی کمانڈو گرفتار ہوا اور باقی ماندہ بھاگ کر ایک امام مسجد محمد اکرم کے گھر گھس گئے۔ اور اس کے ساتھ اس کی بیوی اور دو بچوں کو یرغمال بنا لیا۔ جب لوگوں نے

اس مکان کو گھیر لیا تو اسرائیلی کمانڈو نے بلند آواز سے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ پولیس کو بلا لو تو ہم ان یرغمالیوں کو چھوڑ دیں گے۔ چار افراد کی زندگیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں نے پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس آن واحد میں آئی اور اسرائیلیوں کو لے کر چلتی بنی۔

بھارت ان اسرائیلیوں کو سیاحوں کے روپ میں کونسی سیر کرا رہا تھا۔ کیا یہ لوگ سیاح تھے؟ کیا سیاح یکدم اپنے حریف سے ہتھیار چھیننے کا فن جانتے ہیں اور پھر ان آٹومیٹک ہتھیاروں کو استعمال کرنے کے طریقوں سے واقف ہوتے ہیں؟

کیا سیاح انتہائی پھرتی سے دیوار پھلانگ کر کسی کے گھر میں داخل ہونا اور پھر سارے گھر کو یرغمال بنانا اور اردگرد اکٹھے ہوئے لوگوں کو خوفزدہ کرنا جانتے ہیں؟

جہاں تک سیاحت کی بات ہے بھارت نے ان دنوں جبکہ وادی کشمیر خون میں نہائی ہوئی ہے سیاحت پر مکمل پابندی لگا رکھی ہے۔ بھارت نے غیر ملکی سیاحوں کو انتباہ کر رکھا ہے کہ کشمیر کے حالات بہت خطرناک ہیں۔ کسی کی زندگی بھی وہاں محفوظ نہیں۔ اس لئے سیاح کشمیر کا رخ نہ کریں۔ حتیٰ کہ بھارت نے ریڈ کراس، ایمنسٹی انٹرنیشنل اور انسانی حقوق کی دیگر تنظیموں کو ان کے بار بار اصرار کے باوجود انہیں کشمیر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ غیر ملکی اخبارات اور پریس ایجنسیوں نے اپنے اپنے رسک پر کشمیر میں جانے کی اجازت طلب کی تھی مگر انہیں بھی انکار ہو گیا۔ تو پھر سوچنے کی بات ہے کہ ان اسرائیلیوں کو کشمیر میں داخل ہونے کی اجازت کس لئے مل گئی؟ دراصل یہ سیاح نہیں بلکہ اسرائیل کی خفیہ ایجنسی موساد کے ممبران تھے۔ جن کی عمریں بیس سال سے کم تھیں۔ اور جو ڈل جھیل کی ہاؤس بوٹ میں مقیم تھے۔ ڈل جھیل اور کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا فاصلہ صرف ۵۵ کلو میٹر ہے۔ اسرائیل کے سرپرست اعلیٰ امریکہ کے سرکاری ریڈیو وائس آف امریکہ نے اس امر کی تصدیق کر دی ہے کہ اسرائیلی کمانڈوز کہوٹہ کی تباہی کی ریہرسل کرنے سرینگر آئے تھے۔ تل ابیب ریڈیو نے بھارتی سیاحوں کی فوجی حیثیت تسلیم کر لی ہے۔ بھارت کے مطابق وہاں ۱۶ اسرائیلی تھے لیکن حقیقتاً" وہاں ایک سو سے زائد اسرائیلی موجود تھے۔

اسرائیل، بھارت اور قادیانی عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے سب سے بڑے

دشمن ہیں اور امریکہ ان تینوں شیطانوں کا سربراہ ہے۔ ان سب کے آپس میں بڑے گہرے مراسم ہیں۔ پاکستان میں قادیانی بھارت اور اسرائیل کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتے ہیں۔ بھارت اور اسرائیل کے مفادات یکساں ہیں جو ان کی دوستی کو قوی در قوی کرتے جا رہے ہیں۔ بھارت کے سابق صدر مرار جی ڈیسائی نے اپنے دور اقتدار میں یہ انکشاف کیا کہ کانگریس کے زمانہ اقتدار میں نہ صرف یہ کہ بھارت اور اسرائیل کے خفیہ تعلقات قائم رہے بلکہ بمبئی میں اسرائیل کا باقاعدہ خفیہ قونصلیٹ موجود تھا۔ اس کو اندرا دور میں ترقی دی جانے والی تھی کہ اندرا دور کا خاتمہ ہوگیا۔

۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں اندرا گاندھی کے کہنے پر اسلام دشمن اسرائیل نے بھارت کو بہت ہی قیمتی اور نازک اسلحہ فراہم کیا۔ اس بات کا انکشاف جنگ کے بعد بھارتی سیاستدان سبرانیم سوامی نے کیا۔ ابھی جب دو سال پہلے ہندوؤں نے بابری مسجد کو شہید کر کے وہاں مندر بنانے کا ناپاک منصوبہ بنایا تو اسرائیل نے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے مندر کی تعمیر کے لئے سونے کی اینٹ بھارت کو بھیجی۔

رسوائے زمانہ اسلام دشمن امریکی سینیٹر سٹیفن سولارز جو کہ صیہونی یہودی ہے۔ اس نے حال ہی میں مسئلہ کشمیر پر بھارت کی وکالت کرتے ہوئے یہ بل پاس کروایا کہ کشمیر کا مسئلہ رائے شماری کے ذریعے نہیں بلکہ شملہ سمجھوتے کے ذریعے حل کیا جائے' جب مجاہدین کشمیر نے حکومت بھارتیہ پر دباؤ ڈالنے کے لئے دو سویڈش انجینئروں کو سو دن سے بھی زائد اپنی حراست میں رکھا تو بھارت نے اس اقدام کی قطعا" پرواہ نہ کی اور ان کی بازیابی کی کوئی کوشش نہ کی اور کسی بھی سویڈش سفارتی افسر کو سری نگر جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ لیکن جب معاملہ اپنے جگر کے ٹکڑوں اسرائیلیوں کا آیا تو بھارت تڑپ اٹھا۔ گرفتار اسرائیلی کمانڈو کی رہائی کے لئے اقوام متحدہ تک جا پہنچا اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پریز ڈی کوئیار سے ذاتی اپیل کروا کر مجاہدین سے رہا کروایا۔ بمبئی میں مقیم اسرائیلی قونصل جنرل موشے زوپیری کو نہ صرف مردہ یہودی کمانڈو کی لاش وصول کرنے کی اجازت دی گئی بلکہ خود ہندو گورنر گریش سکسینہ ہاتھ باندھے اس کے استقبال کے لئے کھڑا تھا۔ ان محبت بھرے تعلقات کے اسباب کیا ہیں؟ اس گہری دوستی کے محرکات کیا ہیں؟ اس کا صرف ایک ہی سبب ہے کہ بھارت' پاکستان' وسط ایشیا اور خلیج تک کے علاقے کو ملا کر

"اکھنڈ بھارت" بنانا چاہتا ہے جبکہ اسرائیل پورے عرب کو یہودیوں کی میراث سمجھ کر ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔

کئی سال قبل اسرائیل نے کمانڈوز کی مدد سے عالمی دہشت گردی کا ارتکاب کرتے ہوئے عراق کا ایٹمی پلانٹ تباہ کر دیا تھا اور اب خلیج کی تباہ کن جنگ کے نتیجہ میں عراق بحیثیت ایک عسکری قوت کے ختم ہو چکا ہے۔ اب یہود و ہنود کی غلیظ نگاہیں پاکستان پر مرکوز ہیں جس کے پاس ایٹمی صلاحیت موجود ہے اور وہ ان کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹک رہا ہے۔ بھارت اور اسرائیل ایک عرصہ سے اس ناپاک کوشش میں مبتلا ہیں کہ مسلم دنیا کے اس واحد ایٹمی صلاحیت کے حامل ملک کو اس صلاحیت سے محروم کر دیا جائے تاکہ اکھنڈ بھارت اور گریٹر اسرائیل دنیا کے نقشے پر ابھر سکیں۔ لیکن کشمیری مجاہدین نے کہوٹہ پلانٹ سے صرف ۵۵ کلو میٹر دور ڈل جھیل میں کہوٹہ پر حملہ کے لئے تیار بیٹھے اسرائیلیوں کو چیتے کی پھرتی سے دبوچ لیا اور یوں یہ منصوبہ ناکام رہ گیا۔ سوال اٹھتا ہے کہ وطن عزیز کے انتہائی اہم راز یہود و ہنود کی میز پر کون پہنچاتا ہے۔ یہ قبیح دھندہ پاکستان اور آزاد کشمیر میں حساس عہدوں پر بیٹھے قادیانی کر رہے ہیں اور یہ دشمنان وطن لمحہ لمحہ کی رپورٹ اپنے آقاؤں کو پہنچاتے ہیں۔ کہوٹہ ایٹمی پلانٹ' پاکستان اٹامک انرجی کمیشن' جی ایچ کیو اور سفارت خانوں ایسے حساس اداروں میں قادیانی گھسے ہوئے ہیں اور اپنے فعل شنیع میں مصروف ہیں۔ بھارت قادیانیوں کے لئے ماموں جی کا گھر ہے۔ وہ وہاں بڑے امن و سکون سے رہتے ہیں۔ قادیان میں جھوٹے نبی مرزا قادیانی کی قبر پر اشرار اور اس کے ۳۱۳ درویشوں کی مکمل نگہداشت کی جاتی ہے۔ انہیں اپنی مذہبی پوجا پاٹ کی کھلی اجازت ہے۔ سرزمین بھارت وہاں کے برعکس مسلمانوں کے لئے مقتل کا روپ دھار چکی ہے۔ آئے دن مسلم کش فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں سے مساجد چھینی جا رہی ہیں۔ ان کے مذہبی تہواروں پر ان کا قتل عام کیا جاتا ہے۔ اور جب غم کے مارے مسلمان اپنے عزیزوں کے لاشے لے کر حکومت کے دروازوں پر دستک دیتے ہیں تو آوارہ قہقہے ان کا استقبال کرتے ہیں۔

جن سے خدا کا خوف بھی تھرا کے رہ گیا
ان ظالموں سے "خوف خدا" مانگتے ہیں لوگ

لیکن بھارت میں کبھی بھی ہندو قادیانی تصادم نہیں ہوا' کبھی بھی کسی قادیانی کے پاؤں میں کانٹا تک نہیں چبھا۔

حال ہی میں قادیانی سربراہ مرزا طاہر نے اپنا سالانہ جلسہ قادیان بھارت میں کرنے کا اعلان کیا۔ یہ بڑی حیرانگی کی بات تھی کہ مشرقی پنجاب جہاں سکھوں نے شورش برپا کر رکھی ہے اور کسی بھی پاکستانی کو وہاں جانے کا ویزا نہیں دیا جاتا۔ لیکن قادیانیوں نے قادیان میں حکومت کی کڑی نگرانی میں اپنا تین روزہ جلسہ منعقد کیا۔ دنیا کے مختلف ممالک سے قادیانی وہاں پہنچے اور سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۶۰۰۰ قادیانی پاکستان سے بھارت پہنچے۔ مرزا طاہر کی تقریروں کو بھارتی ٹیلی ویژن "دور درشن" بڑے اہتمام سے دکھاتا رہا۔ ہاں اپنے جاسوسوں کی آؤ بھگت اسی طرح کی جاتی ہے۔ بھارت جب بھی کوئی دھماکہ کرتا ہے یا کوئی نیا اسلحہ تیار کرتا ہے تو رسوائے زمانہ قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام اسے مبارک باد کے پیغامات بھیجتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام بھارت کے کئی خفیہ اور اعلانیہ دورے کرتا رہتا ہے۔ ایک دشمن ملک کے ساتھ ایک پاکستانی کا یہ طرز تعلق کن کن خطرات کی گھنٹیاں بجا رہا ہے؟ اس قادیانی سائنس دان نے یہود و نصاریٰ کو کہوٹہ پلانٹ کی ڈمی بنا کر دکھائی جس کی تفصیل معروف صحافی جناب زاہد ملک کی کتاب "ڈاکٹر عبدالقدیر خان" اور اسلامی بم" میں موجود ہے۔ پاکستان کے اسرائیل کے ساتھ کوئی سفارتی تعلقات نہیں کیونکہ اسرائیل برادر عرب اسلامی ممالک کے حقوق کا غاصب ہے۔ اسرائیل میں کوئی مذہبی مشن کام نہیں کر سکتا لیکن قادیانی مشن کو اسرائیل میں کام کرنے کی کھلی چھٹی ہے۔ ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں مولانا ظفر احمد انصاری نے پارلیمنٹ کو یہ بتا کر ورطہ حیرت میں ڈال دیا کہ اسرائیل میں ۶۰۰ قادیانی باقاعدہ فوج میں بھرتی ہیں۔ اور انہیں سفاک قادیانی کمانڈوز نے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے خون ناحق کے دریا بہائے ہیں۔ اب وہی قادیانی کمانڈوز اسرائیلی کمانڈوز کے ساتھ مل کر تحریک آزادی کشمیر کو کچلنے کے لئے کشمیر میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بھارت کی دہشت گرد فوج "بلیک کیٹس" کی تربیت کر رہے ہیں بھارت نے ان کمانڈوز کو اس لئے بلایا ہے کہ یہ کمانڈوز فلسطین کی تحریک جہاد "انتفاضہ" سے نبٹنے کا ایک وسیع تجربہ رکھتے ہیں اور ان کمانڈوز نے کشمیر میں اپنے منحوس قدم رکھتے

ہی اپنے ظلم کے اذیت ناک طریقوں کو عمل میں لانا شروع کیا جس سے وادی جنت نظیر آگ خون' دھوئیں' لاشوں' چیخوں' سسکیوں' ہچکیوں اور آہ و بکا سے بھر کر جہنم زار بن گئی ہے۔

اس طویل بحث کو اختصار میں سموتے ہوئے ہم مندرجہ ذیل حقائق حاصل کر سکتے ہیں۔

- ضلع گورداسپور کو بھارت کے حوالے کر کے کشمیر پر بھارت کا تسلط قائم کرانے والے مجرم۔۔۔ قادیانی
- دریاؤں کی کمان بھارت کے حوالے کر کے پاکستان کی معیشت کو ہندو بنئے کے سفاک ہاتھوں میں دینے والے غدار۔۔۔ قادیانی
- نہری پانی کے جھگڑے کے بانی عیار۔۔۔ قادیانی
- کشمیر میں ۱۹۶۵ء کی فضول اور تباہ کن جنگ شروع کر کے ہزاروں کشمیری مسلمانوں کو شہید و زخمی کرنے والے' انہیں بے گھر کرانے والے' اور عفت ماب عورتوں کی عصمتیں لٹوانے والے دشمن اسلام۔۔۔ قادیانی
- کشمیر کمیٹی کے نام پر کشمیری مسلمانوں میں ارتداد پھیلانے اور ان سے متاع ایمان چھین کر انہیں مرتد بنانے والے ایمان کے ڈاکو۔۔۔ قادیانی
- اسرائیلی فوج میں بھرتی ہو کر اور جدید کمانڈو ٹریننگ لے کر ہندوستانی فوج کے ساتھ مل کر کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے والے درندے۔۔۔ قادیانی
- پاکستان اور آزاد کشمیر کے کلیدی عہدوں پر بیٹھ کر وطن عزیز اور کشمیری مجاہدین کے انتہائی اہم راز بھارت کو پہنچانے والے ہندو ایجنٹ۔۔۔ قادیانی

ہوتا ہے ایک پل میں کھنڈر دل بسا ہوا
پانی بھی مانگتا نہیں تیرا ڈسا ہوا

اے مسلمان مرد و زن و پیر و جوان! آج ہمارے کشمیری مسلمان بھائی سربلندی اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ وہ کائنات کے بدترین مشرک ہندو سے برسرپیکار ہیں۔ وہ گھر جلوا کر' بچے کٹوا کر اور عصمتیں لٹوا کر گلی گلی علم جہاد بلند کر چکے ہیں۔ وہ انتہائی نامساعد

اور کٹھن حالات میں گھرے ہوئے ہیں۔

دیکھو! ظالم ہندو کی مدد کے لئے یہود و نصاریٰ اور قادیانی پہنچ گئے ہیں۔ لیکن ہم لبوں پر مہر سکوت لگائے ساحل کے تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ اے آغوش دنیا میں مست مسلمان! کشمیری مسلمان تیری راہ تک رہا ہے۔ اس کے کان تیرے قدموں کی آہٹ سننے کے لئے بیتاب ہیں۔ وہ تجھے مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ اس طرح جس طرح راجہ داہر کے لٹیروں میں گھری ہوئی مسلمان عورت نے حجاج بن یوسف کو پکارا تھا۔ دیکھو قرآن ہم دنیا مستوں کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہہ رہا ہے۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم خدا کی راہ میں ان مردوں' عورتوں اور بچوں کے لئے نہیں لڑتے جنہیں کمزور پا کر دبا لیا گیا ہے۔ اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ خدایا ہمیں اس بستی سے نکال جس کے کارفرما ظالم ہیں۔" (سورہ النساء)

دیکھو صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم ہماری توجہ ان مظلوم و بے کس مسلمانوں کی طرف دلاتے ہوئے اور اس کار عظیم کا اجر و انعام بھی بتاتے ہوئے فرما رہے ہیں۔

"جس نے کسی مجاہد کو سامان دلا دیا اور روپیہ سے اس کی امداد کی یا اس کے بیوی بچوں کی اس کے پیچھے پوری پوری خدمت کی تو اس شخص کو غازی کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اور غازی کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔" (صحاح)

اگر ہم نے قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا پر گوش ہوش نہ رکھے اور دنیا کی لذتوں کے اسیر رہے تو پھر خوبصورت گھروں میں بیٹھ کر ہمیں اللہ کے عذاب کا انتظار کرنا چاہیئے۔

"جو مسلمان اپنی زندگی میں نہ کبھی اللہ کی راہ میں لڑا۔ نہ کسی مجاہد کے لئے سامان جہاد مہیا کیا اور نہ کسی مجاہد کے اہل و عیال میں خیر خواہی کے ساتھ مقیم رہا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو قیامت سے پہلے ایک عذاب و مصیبت میں مبتلا کریں گے۔" (ابو داؤد)

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی

دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا